تقریر

تقریر بابت اخلاقیات
وقت 5-7 منٹ

رزقِ حلال اور اِس کا انسانی اخلاق پر اثر

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَجَهۡرَكُمۡ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُوۡنَ (الانعام:4)

وہ تمہارے رازوں کو بھی جانتا ہے اور تمہاری کھلی باتوں کو بھی اور جو کچھ تم کماتے ہو اس کو بھی جانتا ہے۔

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار
لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔رزقِ حلال اور اِس کا انسانی اخلاق پر اثر

رزق کے لغوی معنیٰ "عطا" کے ہیں خواہ دنیاوی عطا ہو یا اُخروی۔ عربی زبان میں رزق، اللہ تعالیٰ کی ہر عطا کردہ چیز کو کہا جاتا ہے۔ مال، علم، طاقت، وقت، اناج رزق میں شامل ہیں۔ ہر وہ چیز جس سے انسان کو کسی نہ کسی رنگ میں فائدہ پہنچتا ہو وہ رزق ہے۔ رزق کے ایک معنیٰ نصیب کے بھی ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں جائز ذرائع سے روزی کمانا رزقِ حلال کہلاتا ہے۔ ناجائز ذرائع سے حاصل کیا گیا مال اسلام کی نظر میں حرام ہے۔ ہمارا پیارا دینِ اسلام ہمیں یہ تاکید فرماتا ہے کہ تمہارا کھانا پینا نہ صرف ظاہری طور پر پاک وصاف ہو بلکہ باطنی طور پر بھی طیب و حلال ہو۔ جائز طریقے سے حلال روزی کمانا اور کھانا اُسی طرح فرض ہے جس طرح دوسرے ارکان اسلام پر عمل کرنا۔ قرآن کریم میں دیئے گئے ضابطہ حیات کے مطابق زندگی گزارنے والوں کے لئے دنیا و آخرت میں فلاح کی ضمانت ہے۔

سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے جو شخص رسی لے کر جنگل میں جاتا اور وہاں سے لکڑیوں کا گٹھا اپنی پیٹھ پر اٹھا کر بازار میں لا کر اُسے بیچتا ہے اور اس طرح اپنا گزارہ کر کے اپنی آبرو اور خودداری پر حرف نہیں آنے دیتا۔ وہ بہت ہی معزز ہے اور اس کا یہ طرزِ عمل لوگوں سے بھیک مانگنے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ)

پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔

(مشکوٰۃ)

حکمتوں کے بادشاہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان "اَلْکَاسِبُ حَبِيْبُ اللّٰہ" یعنی حلال روزی کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اور "طَلَبُ الْحَلَالِ جِهَادٌ" حلال رزق طلب کرنا بھی جہاد ہے۔ آپؐ کے اِن فرمودات عالی شان نے معاشرے میں کسبِ حلال اور محنت مزدوری کرنے والوں کی عظمت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ خوراک وہ ہے جو تم خود کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد بھی تمہاری عمدہ کمائی میں شامل ہے۔ (ترمذی ابواب الاحکام باب ان الولد یاخذ مال ولدہ)

پھر فرمایا۔ اپنے ہاتھ سے کمائی ہوئی روزی سے بہتر کوئی روزی نہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داوٗدؑ اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب البیوع)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کون سا ذریعہ معاش بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاتھ کی محنت، دستکاری اور صاف ستھری تجارت بہترین ذریعہ معاش ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد4 صفحہ 141 نسخہ میمنیہ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤرخہ 28 دسمبر 1937ء کو جلسہ سالانہ کے خطاب میں فرمایا:
"(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رزقِ حلال کے متعلق فرماتے ہیں "اَلْعِبَادَۃُ عَشَرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ مِنْھَا فِیْ طَلَبِ الْحَلَالِ" کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے دس حصے ہیں ایک حصہ عبادت کا تو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے مگر عبادت کے نو حصے رزق حلال کھانا ہے"

(تلقین عمل از نظارت صنعت و تجارت صفحہ 164)

فرمایا:
"پھر کما کر گزارہ کرنا بھی اسلام کا جزو ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دفعہ صحابہؓ آئے اور انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ایک شخص رات دن عبادت میں لگا ہوا ہے۔ فرمایئے وہ سب سے اچھا ہوا یا نہیں؟ انبیاء کا بھی کیسا لطیف جواب ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا جب وہ رات دن عبادت میں لگا رہتا ہے تو کھاتا کہاں سے ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ لوگ دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا تو پھر جتنے اُسے کھانے پینے کے لئے دیتے ہیں وہ سب اس سے بہتر ہیں۔
اسی طرح حدیثوں میں آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں بیٹھے تھے کہ پاس سے ایک نوجوان گزرا جو نہایت لمبا، مضبوط اور قوی الجثہ تھا اور بڑی تیزی سے اپنے کسی کام کے لئے دوڑتا ہوا جارہا تھا۔ بعض صحابہؓ نے اسے دیکھ کر تحقیر کے طور پر کوئی ایسا لفظ کہا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ "جا تیرا بُرا ہو" اور کہا کہ اگر اس کی جوانی اللہ کے رستہ میں کام آتی تو کیسا اچھا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا یہ کہنے کا کیا مطلب ہوا کہ تیرا بُرا ہو۔ جو شخص اس لئے تیزی سے کوئی کام کرتا ہے کہ اس سے اپنی بیوی کو فائدہ پہنچائے تو وہ خدا کی ہی راہ میں کام کر رہا ہے اور جو شخص اس لئے دوڑتا اور پھرتی سے کام کرتا ہے کہ اپنے بچوں کے کھانے پلانے کا بندوبست کرے تو وہ خدا ہی کی راہ میں کام کر رہا ہے۔ ہاں جو شخص اس لئے دوڑتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور اس کی طاقتوں کی داد دیں تو وہ شیطان کی راہ میں کام کرتا ہے مگر حلال روزی کے لئے کوشش کرنا اور کما کر گزارا کرنا تو سبیل اللہ میں شامل ہے۔"

(انقلاب حقیقی، انوار العلوم جلد15 صفحہ 101 تا 103)

سامعین! قبولیتِ دعا کا بھی رزقِ حلال سے گہرا تعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک شخص جو آسمان کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یارب! یارب! پکار کر دعا کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا پینا حرام، پہننا حرام اور حرام کھا کر وہ پلا ہے۔ پس اس صورت میں اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔

(مسلم و ترمذی)

رزقِ حلال کمانے والے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں خوشخبری دی۔ فرمایا صادق اور امانت دار تاجر قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(ترمذی کتاب البیوع)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا- حرام اور حلال اشیاء واضح ہیں اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ امور ہیں جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے- پس جو لوگ مشتبہات سے بچتے رہتے ہیں وہ اپنے دین کو اور اپنی آبرو کو محفوظ کر لیتے ہیں اور جو شخص شبہات میں گرفتار رہتا ہے بہت ممکن ہے کہ وہ حرام میں جا پھنسے یا کسی جرم کا ارتکاب کر بیٹھے- ایسے شخص کی مثال بالکل اس چرواہے کی سی ہے جو ممنوعہ علاقے کے قریب قریب اپنے جانور چراتا ہے بالکل ممکن ہے کہ اس کے جانور اس علاقہ میں گھس جائیں- دیکھو! ہر بادشاہ کا ایک محفوظ علاقہ ہوتا ہے جس میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

یادرکھو! اللہ تعالیٰ کا محفوظ علاقہ اس کے محارِم ہیں اور سنو! انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب تک وہ تندرست اور ٹھیک رہے تو سارا جسم تندرست اور ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب اور بیمار ہو جائے تو سارا جسم بیمار اور لاچار ہو جاتا ہے اور اچھی طرح یادرکھو کہ یہ گوشت کا ٹکڑا انسان کا دل ہے۔

(بخاری کتاب الایمان باب فضل استبرا الدینہ)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک اعمال بجالاؤ۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس کا میں یقیناً دائماً علم رکھتا ہوں۔ (المؤمنون:52)

اِس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ روزی کھانے کا ذکر پہلے فرمایا ہے اور نیک اعمال اور عبادت کا بعد میں۔ یعنی اعمال اس وقت ہی صالح اور مقبول ہوسکتے ہیں جب کہ لقمۂ حلال پیٹ میں ہو گا۔

انبیاء کرام علیہم السلام نے بحکمِ الٰہی کسبِ حلال کے لئے کوئی نہ کوئی ذریعہ اختیار فرمایا۔ ہمارے لئے بھی چونکہ کسبِ حلال کا حکم ہے تو ہمارا کسبِ حلال کے لئے کوئی بھی ذریعہ اختیار کرنا یہ حکمِ خداوندی کی تعمیل بھی ہے اور سنتِ انبیاء پر عمل بھی لہٰذا جو روزی ہم اپنی محنت اور جائز طریقے سے حاصل کریں گے تو وہ روزی حلال بھی ہے اور پاکیزہ بھی ہے اور اس کا درجہ بھی عبادت میں ہی شمار ہو گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی نے قبل از بعثت بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ رضوان اللہ نے عرض کیا کہ کیا حضور نے بھی؟ آپؐ نے فرمایا ہاں چند قیراط کے معاوضے پر مَیں مکے والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔

(بخاری کتاب الاجارۃ باب رعی الغنم علی قراریط)

حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی، حضرت ادریس علیہ السلام درزی کا کام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرانے کا کام کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرکے گزارا کرتے تھے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا تھا۔ اپنے معاشرے میں انبیاء کا وجود ایک نمونہ ہوتا ہے اور انبیاء نے اپنے ہاتھ سے کام کرکے دنیا کو بتادیا کہ ہاتھ سے کام کرنا بڑی عظمت کا حامل ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر تھے۔ ان کو بیت المال سے پانچ ہزار دینار ملتے تھے۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ رقم ملتے ہی ساری کی ساری راہِ خدا میں قربان کردیتے اور اپنا گزارہ چٹائیاں بُن کر چلاتے تھے۔

(الاستیعاب جلد2 صفحہ 572)

سامعین! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسازمانہ بھی آئے گا جبکہ آدمی یہ پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ جو کچھ حاصل کر رہا ہے آیا کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔

(صحیح بخاری ،سنن نسائی)

اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے بنیادی ضروریات میں سے رزق کا حصول بھی ہے۔ جس میں جسمانی و روحانی دونوں رزق شامل ہیں۔ اس رزق کے حصول اور پیٹ بھرنے کے لئے ہر انسان تگ و دَو کرتا اور فکر مند رہتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے متقی کو یہ ضمانت دی ہے کہ وہ اس کے لئے رزق کے غیبی سامان فرمائے گا۔ جیسا کہ فرمایا: يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ۔ (الطلاق:4) کہ اللہ تعالیٰ متقی کو وہاں سے رزق دے گا جہاں سے رزق آنے کا اُسے خیال بھی نہیں ہو گا۔ چنانچہ متقیوں کے حالات ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں کہ کس طرح غیر معمولی حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں کی ضروریات پوری فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے رزق کے حصول میں بھی ہمیشہ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر لحظہ اپنے پروردگار کی خشیت میں بسر کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں بسا اوقات گھر میں ایک کھجور پڑی ہوئی پاتا ہوں، بھوک کی وجہ سے اٹھا کر کھانے لگتا ہوں پھر خیال آتا ہے کہ صدقہ کی نہ ہو اور وہیں رکھ دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب اللقطۃ باب اذا وجد تمرۃ فی الطریق)

اللہ تعالیٰ جو کل کائنات میں اپنے حسن و جمال میں لاثانی ہے جب کسی محبوب بندے کی تخلیق کرتا ہے تو اس میں وہ اپنے حسن کے لازوال رنگ بھر دیتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ کے رنگ سے مزین تھے آپ کی پاکیزہ نیک فطرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور تربیت نے بہت پیارا بنا دیا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ابو بکرؓ کا ایک غلام تھا جو ان کی کمائی ان کو دیا کرتا تھا اور ابو بکر وہ کمائی اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا تو ابو بکرؓ نے اس میں سے کھایا۔ بعد میں غلام نے کہا آپ کو معلوم ہے یہ کیا تھا؟ اس پر ابو بکر نے کہا بتائیں کیا تھا۔ اس پر اس نے بتایا کہ زمانہ جاہلیت میں مَیں نے ایک شخص کو اپنے آپ کو کاہن ظاہر کرتے ہوئے دم وغیرہ کیا تھا حالانکہ مجھے یہ فن آتا نہ تھا صرف میری طرف سے یہ ایک دھوکہ دہی تھی۔ آج وہ مجھے ملا تھا اور اس نے اس دم کا مجھے معاوضہ دیا تھا جو یہ تھا جو ابھی آپ نے کھایا ہے۔ اس پر ابو بکرؓ نے اپنا ہاتھ منہ میں ڈالا اور جو کچھ کھایا پیا تھا اس سب کی قے کر دی۔

(بخاری کتاب فضائل الصحابة باب ایام الجاهلیة)

حضرت ابو عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ مسلم فوج کے سپہ سالار تھے۔ آپ نے حمص وغیرہ کے کئی علاقے فتح کئے۔ یہودیوں اور عیسائیوں سے جزیہ اور خراج وصول کر کے انہیں مثالی عدل وانصاف مہیا کیا جس سے وہ بیحد خوش تھے اور اسلامی سلطنت کی خوبیوں کے گیت گاتے تھے۔ لیکن بوجوہ مسلم کمانڈر کو مفتوحہ علاقے خالی کر کے دمشق واپس جانا پڑا۔ حضرت ابو عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ کا یہ تقویٰ ہی تو تھا کہ واپس جانے سے قبل آپ نے وصول شدہ جزیہ اور خراج کی ایک ایک پائی کا حساب کر کے لاکھوں کی رقم غیر مسلموں کو واپس کر دی کہ اب ہم آپ کی حفاظت اور خدمت نہیں کر سکیں گے اس لئے اس ٹیکس پر ہمارا کوئی حق نہیں ہے۔ مسلمانوں کی وہاں سے رخصتی کے وقت مقامی غیر مسلم روتے ہوئے یہ دعائیں دے رہے تھے کہ خدا تم کو پھر واپس لائے کہ آپ جیسا انصاف ہمیں اپنے بھی نہ دے سکے۔

(فتوح البلدان اردو صفحہ 143۔144)

سامعین! حضرت حاجی غلام احمد صاحب آف کریام فرماتے ہیں کہ ایک احمدی اور ایک غیر احمدی نمبر دار ایک گاؤں کو جا رہے تھے۔ یہ پرانی بات ہے۔ موسم بہار تھا۔ چنے کے کھیت پکے تھے۔ احمدی نے راستے میں ایک ٹہنی توڑ کر منہ میں چنا ڈالا۔ پھر معاً یہ خیال آنے پر تھوک دیا اور توبہ توبہ پکارنے لگا کہ پرایا مال منہ میں کیوں ڈال لیا۔ اس کے اس فعل سے نمبر دار مذکور پر بہت اثر ہوا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ احمدی احمدیت سے پہلے ایک مشہور مقدمے باز، جھوٹی گواہیاں دینے والا، رشوت خور تھا۔ بیعت کے بعد اس کے اندر اتنی جلدی تبدیلی دیکھ کر کہ وہ پابند نماز، قرآن کی تلاوت کرنے والا اور جھوٹ سے مجتنب رہنے والا بن گیا ہے، نمبر دار مذکور نے بیعت کر لی اور اس کے خاندان کے لوگ بھی احمدی ہو گئے۔

(اصحاب احمد۔ جلد 10 صفحہ 85)

حضرت منشی برکت علی خاں صاحب صحابی حضرت اقدس شملہ میں ملازم تھے۔ احمدی ہونے سے پہلے انہوں نے ایک لاٹری ڈالی ہوئی تھی وہ لاٹری نکلی تو ساڑھے سات ہزار کی رقم ان کے حصے میں آئی۔ (اس زمانہ میں)۔ انہوں نے حضور سے پوچھا تو حضور نے اسے جؤا قرار دیا اور فرمایا اپنی ذات میں ایک پیسہ بھی خرچ نہ کریں۔ حضرت منشی صاحب نے وہ ساری رقم غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔

(اصحاب احمد جلد 3 صفحہ 33)

یہ کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

حلال روزی کھانے اور سچی بات کرنے کا نام ہی ولایت ہے کیونکہ رزق کا اثر دل و دماغ، خیالات، عادات سب پر پڑتا ہے۔ انسان کی غذا اگر حرام اور ناپاک ہو تو اعمال خیر کی صلاحیت اور استعداد ختم ہو کر اخلاق پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اسلام میں رزق حلال اختیار کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے۔ رزق حلال سے عبادت میں خشوع و خضوع دعاؤں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔

رزق حلال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے کہ اس کی بدولت عبادات و اعمال میں مقبولیت پیدا ہوتی ہے۔ بڑے ہی خوش نصیب ہیں وہ افراد جنہیں رزق حلال ایسی نعمت میسر ہے۔ رزقِ حلال کھانے والے کو دل میں ایک عجیب سا سکون اور کیف و سرور محسوس ہوتا ہے۔ اسے نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے، دل و دماغ میں پاکیزہ خیالات آتے ہیں، عبادت میں خشوع و خضوع اور دعاؤں میں قبولیت پیدا ہوتی ہے۔ اولاد نیک اور فرمانبردار ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اس بات کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود محنت کر کے کمایا جائے۔ اور امدادوں یا وظیفوں کو کبھی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 127)

خدا کرے کہ ہم قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اپنے افعال کو تقویٰ کا لباس پہنانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

تلخی کی زندگی کو کرو صِدق سے قبول
تا تم پر ہو ملائکہ عرش کا نزول

(اس تقریر کی تیاری میں مکرم حافظ عبدالحمید صاحب کے ایک مضمون سے استفادہ کیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء)

✡✡✡✡